97786 ـ لوگوں كے ذوق اور عرف كے مطابق چلتے ہوئے لباس ٹخنوں سے نيچے ركھنا، اور پتلون ٹخنوں سے نيچے ركھنا

سوال

ہمارے اس معاشرے ميں بغير كسى تكبر اور غرور سے سلوار وغيرہ ٹخنوں سے نيچے ركھنے كا حكم كيا ہے ؟
جبكہ سلوار ٹخنوں سے اوپر اٹھا كر ركھنا آدمى كے منظر كو خراب كر ديتا ہے، اور سب لوگ اسے عجيب و غريب نظروں سے ديكھتے ہيں، آپ سے گزارش ہے كہ آپ ميرے سوال كو مجادلہ اور بحث كے انداز ميں نہ ديكھيںن بلكہ يہ صرف حقيقى سوال ہے، اور ميرے ليے يہ بہت اہميت كا حامل ہے،خاص كر ملازمت كے دوران.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ميرے سائل بھائى آپ يہ علم ميں ركھيں كہ شرعى احكام كا مقصد يہ نہيں اور نہ ہى شريعت نے ايسے احكام صادر كيے ہيں جو كسى مسلمان كو ذليل و رسوا كريں، يا پھر لوگوں ميں وہ عجوبہ اور مسخرا پن كا شكار ہو جائے، بلكہ شريعت مطہرہ تو ايسے احكام لائى ہے جو لوگوں كى دينى اور دنياوى بھلائى پر مشتمل ہيں.

اور جب آپ عالم دنيا كے حالات كا بغور جائزہ لينگے تو آپ كو اس قول كى صداقت ملےگى، سارى امتوں كى اپنى دنياوى زندگى ميں اسلام كى مخالفت ناكام ہو چكى ہے ـ مثال كے طور پر ـ آپ مرد و عورت كے اختلاط كے اثرات ديكھيں كہ دوسرى امتوں پر اس كے كيا اثرات مرتب ہوئے، اور اسى طرح شراب نوشى كے اثرات بھى، اور بےپردگى اور بےحيائى كا نتيجہ كيا نكلا، اور پھر آپ ان قوموں كى حريت و آزادى رائے كيا نتيجہ كيا ہے، يقينا اب اكثر قوميں اور معاشرے اس سے پريشان ہيں، اور يہى قوميں ہيں جن ميں خود كشى كا رجحان زيادہ ہے، اور ان ميں بيويوں كو زدكوب كرنا اور انہيں قتل كرنا بھى بہت زيادہ ہے، اس كى بہت سارى مثاليں ملتى ہيں.

اور ہم جو كچھ كہہ رہے ہيں وہ تو ان كے اپنے سروے سے ہى ثابت ہوا ہے، ہم اس كى تفصيل ميں نہيں جانا چاہتے، بلكہ ہم تو صرف آپ اور دوسرى قارئين كرام كے ليے اشارہ ہى كر رہے ہيں جنہيں ہو سكتا ہے شيطان وہم اور وسوسہ ميں مبتلا كر دے كہ اسلام كے كچھ شعار صحيح نہيں ـ ان شاء اللہ ـ ہم آپ كو ان ميں شمار نہيں كرتے، ليكن اس پر متنبہ اور اشارہ كرنے ميں كوئمانع بھى نہيں.

دوم:

محترم بھائی آپ یہ بھی علم میں رکھیں کہ جب معاملہ کسی ایسی چیز سے تعلق رکھتا ہو جو اللہ کا حکم اور واجب ہو، یا پھر حرام سے تعلق رکھے جس سے اللہ نے منع کیا اور روکا ہو تو پھر اس میں لوگوں اور عادات و عرف کا خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ مسلمان کے شایان شان ہی نہیں کہ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کا خیال کرتا پھرے.

جی ہاں مستحبات اور مباح اور مکروہات میں لوگوں کے حالات اور عرف کا خیال رکھنا ممکن ہے، لیکن واجبات اور حرام میں بالکل کسی بھی طور پر لوگوں کی بنا پر ان کو نہیں چھوڑا جا سکتا کہ واجب کو چھوڑ دیا جائے، اور حرام کا مرتکب ہوا جائے.

بعض لوگ غلطی سے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو گرا کر ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرنے کو ترک کر دیا تھا "

وہ اس سے واجب کو ترک کرنے کی دلیل لیتے ہیں جو کہ صحیح نہیں بلکہ غلط ہے، اگر یہ واجب ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اسے تالیف قلب کے لیے ترک نہ کرتے، بلکہ یہ جائز تھا، ہم ذیل میں مکمل حدیث اور اس پر اہل علم کی کلام پیش کرتے ہیں:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہنے لگے:

" اے عائشہ اگر تیری قوم جاہلیت کے دور کے قریب نہ ہوتی تو میں بیت اللہ کو گرانے کا حکم دوں اور پھر میں اس میں وہ حصہ بھی شامل کر دوں جو اس سے نکال دیا گیا ہے، اور اسے زمین کے ساتھ ملا دوں اور اس کے دو دروازے بنا دوں ایک مشرقی جانب اور ایک مغربی جانب تو اس طرح وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر آ جائیگا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1509) صحیح مسلم حدیث نمبر (1333).

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" مجھے خدشہ ہے کہ ان کے دل اسے ناپسند سمجھینگے "

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں:

" یہ معلوم ہے کہ روئے زمین پر سب سے بہتر جگہ کعبہ ہے، اور اگر اسے اس طریقہ میں بدلنا اور تبدیل کرنا واجب

ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اسے ترک نہ کرتے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ جائز تھا، اور یہ کہ زیادہ صحیح یہی تھا اگر قریش نئے نئے مسلمان نہ ہوتے، اور اس میں کعبہ کی تعمیر کو پہلی تعمیر سے تبدیل کرنا پایا جاتا ہے، تو یہ معلوم ہوا کہ بالجملہ یہ جائز تھا، اور ایك تالیف کو دوسری تالیف سے تبدیل کرنا تبدیل کرنے کی ایك قسم ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (31 / 244).

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایك جگہ یہ کہتے ہیں:

چنانچہ اس وقت افضل کو ترك کرنا تا کہ لوگ متنفر نہ ہوں، اور اسی طرح اگر آدمی بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنے کی رائے رکھتا ہو اور کسی ایسی قوم کی امامت کرائے جو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا مستحب سمجھتے ہوں، یا اس کے برعکس اور وہ ان کی موافقت کرے تو اس نے بہتر کام کیا "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (22 / 268 - 269).

اور ایك جگہ کہتے ہیں:

" اور بعض اوقات وہ ـ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ـ افضل کام سے مفضول کی جانب منتقل ہو جاتے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں موافقت اور تالیف قلب ہوتی، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا تھا:

" اگر تیری قوم عہد جاہلیت کے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر اس کے دو دروازے بنا دیتا "

تو یہاں موافقت اور تالیف قلب کے لیے ترك اولی ہے، جو کہ اس اولی اور افضل سے بہتر ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (26 / 91).

سوم:

عمومی طور پر لباس اور خاص کر سلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے متعلق چند ایك امور پر تنبیہ کرنا ضروری ہے:

1 - کپڑے اتنے نیچے رکھنا حتی کہ وہ ٹخنوں سے چھونے لگیں تو یہ کبیرہ گناہ ہے، اور پھر ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے کی حرمت غرور اور تکبر کے ساتھ مقید نہیں، بلکہ یہ بذاتہ حرام ہے، اور یہ چیز بنفسہ تکبر کی علامت ہے، اس لیے اگر اس کے ساتھ دل کا غرور اور تکبر بھی مل جائے تو اور بھی زیادہ گناہ کا باعث ہوگا.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابن عربی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: مرد کے لیے کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں، اور اس کا یہ کہنا کہ: " میں تکبر اور غرور سے تو کپڑا ٹخنوں سے نیچے نہیں رکھتا " جائز نہیں، کیونکہ بعض اوقات نہی الفاظ کو حاصل ہوتی ہے، اور جسے لفظا حکم حاصل ہو اس کے لیے یہ کہنا جائز نہیں " میں اس میں شامل نہیں ہوتا " کیونکہ یہ علت مجھ میں نہیں ہے " اس لیے کہ یہ دعوی غیر مسلم ہے، بلکہ اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا ہی تکبر پر دلالت کرتا ہے " اھـ مخلص.

حاصل یہ ہوا کہ:

اسبال یعنی کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا کپڑے کو زمین پر گسٹنے کو مستلزم ہے، اور کپڑا زمین پر رگڑنا اور زمین پر لگنا تکبر کو لازم کرتا ہے، چاہے ایسا لباس پہننے والا تکبر کا ارادہ کرے یا نہ، اس کی تائید دوسری سند سے درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

احمد بن منیع ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں انہوں نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے کہ:

" تم اپنا تہہ بند گھسٹنے سے اجتناب کرو، کیونکہ تہہ بند گھسیٹنا تکبر میں سے ہے "

دیکھیں: فتح الباری (10 / 264).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تم تہہ بند نیچے گھسیٹنے سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے "

تو کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنے کو تکبر میں شمار کیا ہے؛ کیونکہ غالب طور پر یہ اسی بنا پر ہوتا ہے، اور جو ایسا تکبر سے نہ کرے تو اس کا عمل تکبر کی جانب جانے کا وسیلہ ہے، اور وسائل کو بھی غایات کا حکم حاصل ہے "

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (6 / 383).

اس سلسلہ میں سوال (762) کا جواب بھی دیکھا جائے، اس میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے کی حرمت کے دلائل بیان ہوئے ہیں.

2 ـ کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ دین کو چھلکے اور گودے میں تقیسم کرتا پھرے، اور ایسی تقسم کرنے والے سلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے، اور داڑھی مونڈنے کو چھلکا بنائیں، یہ جائز نہیں! یہ بہت بڑی غلطی ہے، اور اس کا سبب شرعی احکام سے جہالت ہے، اور یہ دونوں فعل کبیرہ گناہوں میں شامل ہوتے ہیں، دیکھیں کہ اس طرح کی تقسیم کرنے والوں نے اپنے اس برے قول کی بنا پر کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کو کتنا آسان کر لیا ہے.

ان كا رد معلوم كرنےكے ليے آپ سوال نمبر (12808) كے جواب كا مطالعہ كريں.

3 ـ اسبال صرف ثوب (عربى لباس) ميں ہى نہيں، بلكہ يہ تہہ بند، اور سلوار اور پائجامہ، اور پتلون، اور جبہ وغيرہ سب اشياء ميں ہے، اور ہر اس لباس ميں جو مسلمان پہنتا ہے، اگر وہ ٹخنوں سےنيچے ہو تو يہ اسبال شمار كيا جائيگا.

4 ـ ہم يہ تنبيہ كرتے ہيں كہ جو آدھى پنڈلى تك پہنا جاتا ہے وہ تہہ بند ہے، ليكن پتلون يا ثوب اس طرح نہيں، بلكہ يہ ٹخنوں سے اوپر ركھے جائينگے، اور كسى كے ليے بھى جائز نہيں كہ يہ اس كے ٹخنوں كے ساتھ لگيں.

ہم نے يہ دونوں مسئلے (4 ـ 5) سوال نمبر (10534) كے جواب ميں بيان كيے ہيں، آپ اس كا مطالعہ كريں.

5 ـ اگر پتلون اور پينٹ يا ٹراؤزر تنگ ہو ـ جيسا كہ ہميں سائل كے قول سلوار سے يہ معلوم ہوا ہے كہ يہى مقصود لے رہا ہے ـ اور ستر كے حجم كو واضح كرے تو اسے زيب تن كرنا حلال نہيں ہے.

اس كى تفصيل معلوم كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (69789) كے جواب كا مطالعہ كريں.

اور آخر ميں ہم يہ كہتے ہيں:

6 ـ پينٹ ٹخنوں سے نيچے ركھنا كبيرہ گناہ ہے، اس ليے اسے چھوٹا كرنے اور ٹخنوں سے اونچا ركھنے ميں لوگوں كے ذوق اور ان كى رائے كا اعتبار نہيں كيا جائيگا، بلكہ اس كے برعكس سنت پر عمل كرتے ہوئے اسے ٹخنوں سے اونچا ہى ركھا جائيگا، جيسا كہ ہم جواب كے شروع ميں بيان كر چكے ہيں.

بلكہ ہميں تو ايسے شخص پر بہت زيادہ تعجب ہوتا ہے جو يہ رائے ركھے كہ سنت پر عمل كرتے ہوئے لباس ٹخنوں سے اونچا ركھنے سے مسلمان كا منظر خراب ہو جاتا ہے، اور وہ عورتوں كا آدھى ران تك اپنا لباس ركھنے ميں كوئى قباحت محسوس نہيں كرتا، اور نہ ہى اس كى رائے ميں تنگ پتلون ميں كچھ ہے جو آج كل نوجوان پہن رہے.

اور نہ ہى وہ آج كل كى نئے رواج كى پينٹيں پہننے كو غلط سمجھتا ہے، اور حيوانوں اور جانوروں كے بالوں جيسى كٹنگ بنوانے كو بھى غلط نہيں سمجھتا، جو شير كٹ، اور مرغ كلغى كٹ اور بطخ كٹ اور چوہا كٹنگ كے نام سے معروف ہيں.

ٹخنوں سے اوپر لباس پہننے والے بھائى كو چاہيے كہ وہ اس ميں مبالغہ مت كرے، لباس ٹخنوں سے نيچے ركھنا حرام ہے، اور اس سلسلہ ميں لوگوں كى باتوں پر دھيان نہيں دينا چاہيے، كہ وہ كيا كہينگے، لباس چھوٹا ركھنے ميں مبالغہ نہ كريں، اور جو بھائى اس سنت پر عمل كرتے ہيں انہيں چاہيے كہ وہ اس ميں اپنے آپ كو لوگوں كا مذاق نہ بنائيں، اور نہ ہى وہ اس مسئلہ كو كسى دوسرے كے حساب پر كھوليں، اور اس طرح كے افعال كو جس ميں شريعت

نے وسعت رکھی ہے اسے اپنے اور لوگوں کے درمیان حائل اور پردہ نہ بنائیں، اور ان افعال میں انہیں اپنے ملک کے عرف کا خیال کرنا ممکن ہو تو ایسا کر لیں، یعنی اگر اس میں شریعت کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو وہ اس پر عمل کر لیں.

اور اگر وہ اپنا لباس ٹخنوں سے ذرا اونچا رکھ لیں تا کہ لوگ انہیں مذاق کا نشانہ نہ بنائیں، اور نہ ہی وہ اسے اپنے اور لوگوں کے مابین آڑ اور حائل بنائیں، تو ایسا کرنا جائز ہے، امید ہے کہ انہیں اپنا لباس چھوٹا رکھنے سے اس فعل کا زیادہ اجروثواب حاصل ہو گا.

لہذا پینٹ اور پتلون وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا ان حرام کاموں میں شمار ہوتا ہے جس میں لوگوں کے ذوق اور عرف و عادات کا خیال نہیں رکھا جاتا، اور کسی بھی مکلف شخص کے لیے اس معاملہ میں لوگوں کی وجہ سے مخالفت کرنی جائز نہیں ہے، لیکن لباس چھوٹا رکھنےکی حد (یعنی ٹخنوں سے اوپر تك) میں مکلف شخص اپنے ملك کے لوگوں کی عادات و عرف اور ان کے نظریہ کا خیال رکھے تو یہ افضل اور بہتر ہے، لیکن ٹخنوں سے نیچے نہ رکھے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لباس نصف پنڈلی تك رکھنا سنت ہے، اور نصف پنڈلی سے نیچے تك رکھنا بھی سنت ہے، لیکن ٹخنوں سے نیچے رکھنا ممنوع اور حرام ہے، کیونکہ صحابہ کرام جو کہ بعد میں آنے والوں سے زیادہ قدر کے لائق ہیں، اور بعد میں آنے والوں سے بھی زیادہ خیر و بھلائی سے محبت کرتے تھے، ان کے لباس بھی ٹخنوں تك یا اس سے کچھ اوپر ہوتے تھے، جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا:

" اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے تہہ بند کی سائڈ نیچے چلی جاتی ہے، حالانکہ میں اس کا بہت خیال بھی رکھتا ہوں "

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی چادر نصف پنڈلی سے نیچے تھی؛ کیونکہ اگر وہ نصف پنڈلی تك ہوتی اور ڈھیلی ہو کر زمین پر لگ جانے سے تو اوپر کا ستر والا حصہ ننگا ہو جاتا، اور صحابہ کرام کے مابین یہ معروف تھا.

تو مثلا اگر آپ دیکھیں کہ: لوگ نصف پنڈلی یا اس سے ذرا نیچے رکھنا اچھا نہیں سمجھتے، اور اگر بغیر کسی اسراف اور تکبر کے لوگوں کی طرح آپ لباس پہنیں تو آپ کی بات زیادہ قبول ہو گی، الحمد للہ آپ تالیف قلب اور کلام کو منوانے کے لیے اسے چھوڑ دیں جسے کرنا چاہتے تھے.

اس لیے جو شخص لوگوں کی عادت کے مطابق لباس پہنتا ہے اور وہ حرام نہ ہو تو میں دیکھتا ہوں کہ نصف پنڈلی یا اس سے زائد اوپر لباس رکھنے والوں کی بنسبت دوسرے شخص کی کلام کو زیادہ قبول کرتے ہیں، اور بعض اوقات

انسان مستحب کو اس لیے ترك کرتا ہے تا کہ اس سے بھی افضل کو حاصل کیا جا سکے، اس لیے میری رائے یہ ہے کہ اگر اسے اس کا والد نصف پنڈلی سے نیچے لباس رکھنے کا کہتا ہے تو وہ اس میں ان کی بات مانتے ہوئے اطاعت کر لے؛ کیونکہ یہ سب سنت ہے، اور الحمد للہ صحابہ کرام نے اس سب پر عمل کیا ہے "

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (83) سوال نمبر (14).

واللہ اعلم .